کتاب سے تعلق جوڑیئے

محمد ثاقب

کتاب تنہائیوں کا ساتھی ہے، کتاب ایک بہترین دوست ہے، جو اس کے ساتھ دوستی قائم کر لیتا ہے، پھر وہ خود کو اس کے بغیر ادھورا سمجھتا ہے، یہ بظاہر ایک خاموش ساتھی ہے، لیکن اس خاموش گلشن کے اندر ہزاروں بلبل چہچہاتے ہوئے نظر آتے ہیں، کتاب ظلمتوں کے اندر روشن مینار کی مانند ہے، کتاب ایک ایسا ساتھی ہے، جو کبھی کسی سے ناراض نہیں ہوتا، بلکہ ہر دفعہ اس سے انسیت میں اضافہ ہوتا ہے، سچ تو یہ ہے کہ تنہائیوں میں اور رات کے اندھیروں میں جو سرور اور مزہ کتاب کے مطالعے میں ملتا ہے، وہ بادشاہوں کے خزینوں میں نہیں ملتا، کتاب آپ کو ماضی کے حالات و واقعات بھی سناتی ہے اور ملکوں کے سفر بھی کراتی ہے اور آپ کو علم کی شمع سے روشنی بھی عطا کرتی ہے، کتاب آپ کو اچھے اور برے کی تمیز بھی سکھاتی ہے، کتاب آپ کو ذلت اور پستیوں سے نکلنے اور بلندیوں کی منزل تک رسائی کے گر بھی بتلاتی ہے، کتابوں کی خاموش دنیا میں جو بستا ہے، اسے اس دارِ فانی کے افراد سے علیحدگی ہی میں عافیت محسوس ہوتی ہے، کتابوں کی دنیا کا راہی تنہائیوں سے کبھی نہیں گھبراتا اور نہ ہی شبِ ظلمت کے اندھیروں میں وہ اپنے آپ کو اکیلا محسوس کرتا ہے، کتاب ہی وہ واحد دوست ہے، جو ہزاروں رنگ و روپ بدل بدل کر نئے نئے انداز میں، علم کی ہر ہر منزل پر آپ کا استقبال کرتی ہے، کتاب صدیوں کے فاصلوں کو مٹا کر رکھ دیتی ہے، آج اگر کوئی افلاطون کے مکالمات کا مطالعہ کر کے یہ دعویٰ کر بیٹھے کہ میں افلاطون سے ملاقات کر کے آیا ہوں تو اس کا یہ دعویٰ بے جا نہیں ہوگا۔

آج اگر کوئی ارسطو سے ملاقات کا خواہاں ہو، یا ابنِ رشد سے گفتگو کا شوقین ہو، یا ابن جوزیؒ اور امام غزالیؒ سے ملنے کی تمنا رکھتا ہو تو اس کے لئے کتاب کے بغیر اور کوئی راستہ نہیں، کتاب ایک ذہنی تفریح ہے، کتاب کا سہارا لئے بغیر بلندیوں کو چھونا تو درکنار، کوئی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا، ایک علم کے پروانے کے لئے کل کائنات، اس کی کتابیں ہی ہو سکتی ہیں، کتاب ہی آپ کو بامِ عروج تک پہنچا سکتی ہے، کتاب آپ کو بلندیوں کی معراج کرا سکتی ہے، قلم و قرطاس کا یہ مقدس رشتہ

صدیوں پرانا ہے، ابھی کائنات کا کوئی ذرہ بھی وجود میں نہیں آیا تھا کہ قدرت نے انسانیت کی تقدیر لکھنے کے لئے لوح وقلم کا بندوبست کیا، کتابوں کے شہر خموشاں سے تعلق رکھنے والے کتاب کے بغیر بے قرار رہتے ہیں، وہ کتاب کے مطالعے کو روح کی تازگی کے لئے غذا سمجھتے ہیں، کتاب کے ذریعے ذہنی دنیا آباد رہتی ہے، آج اگر برسوں پہلے، واقعات اور کارنامے، نیز قوموں کی حیرت انگیز ترقی اور تنزل کی کہانیاں ہماری آنکھوں کے سامنے مچل رہی ہیں تو یہ کتاب ہی کی زندہ کرامت ہے، یہی کتاب ہے، جس نے اپنے جگر گوشے میں مسلمانوں کی حسین ماضی کو محفوظ کر رکھا ہے اور یہی کتاب اس دور کے غافل مسلمانوں کو اس کی عظمت رفتہ کے نقوش اور شان شوکت یاد دلاتی ہے۔

کتاب کی مدح سرائی میں اوپر درج کئے گئے چند مدحیہ کلمات سے کسی بھی عقلمند اور دانا انسان کو انکار نہیں ہوسکتا، لیکن افسوس! کہ اس کے باوجود بھی ہمارے اس دور کے طلبہ کتابوں سے جی چراتے ہیں، مطالعہ کو محض دفع الوقتی اور امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کی حد تک ہی محدود رکھتے ہیں، لیکن آج کے اس نادان طالب علم (جو بیشتر وقت خوش گپیوں میں صرف کردیتا ہے) کو شاید اس بات کا علم نہیں کہ علامہ ابن الجوزیؒ نے صرف طالب علمی کے دور میں بیس ہزار کتابوں کا مطالعہ کیا تھا، مدرسہ نظامیہ کی لائبریری، جس میں تقریباً چھ ہزار کتابیں تھیں، ان سب کا مطالعہ علامہ ابن جوزیؒ نے کیا تھا، بغداد کے مشہور کتب خانے، جن کی کتابیں ہزاروں سے متجاوز تھیں، ان سب کا مطالعہ فرمایا تھا، بچپن سے کتاب کی محبت دل پر ایسی غالب آچکی تھی کہ عصر کے وقت ان کے ہم عمر لڑکے دجلہ کے کنارے کھیلا کرتے تھے اور یہ ایک جانب بیٹھ کر مطالعہ کی رنگینیوں کا مزہ لوٹ رہے ہوتے تھے، امام جاحظ کتابوں کی دکانیں کرایہ پر لے کر رات بھر مطالعہ کرتے، کوئی بھی کتاب جب تک اول تا آخر ختم نہ کر ڈالتے، اس وقت تک کتاب بند نہ کرتے، امام محمدؒ کے اردگرد کتابوں کا ڈھیر لگا رہتا، مطالعہ کے شوق نے راتوں کی نیند ہی اڑا کر رکھ دی تھی، کسی نے ان کی شب بیداری کی وجہ پوچھی تو اس کے جواب میں وہ تاریخی جملہ قدرت نے آپ کی زبان سے ادا کروایا، جو تاریخ نے ارباب علم ودانش کے واسطے ہمیشہ کے لئے اپنے کشادہ سینے میں نقش کردیا، وہ تاریخی جملہ آپ بھی پڑھیے، آپ نے فرمایا:

''میں کیسے آرام سے سو جاؤں جبکہ عام مسلمان ہم پر اعتماد کر کے سو رہے ہیں کہ ہم ان کی رہنمائی کریں گے۔''

آج کل طلبہ میں یہ مرض ہے کہ اپنے اساتذہ کی تحقیقات کو حرف آخر سمجھ بیٹھتے ہیں، کسی بھی مسئلہ کی تحقیق کے لئے زیر درس کتابوں کے علاوہ اس فن کی متعلقہ کتابوں کی طرف مزید تحقیق کے لئے رجوع نہیں کرتے، حالانکہ متعلقہ فن کی دیگر کتابوں کی طرف رجوع کرنے سے تحقیق میں اضافہ ہوتا ہے اور مطالعہ میں وسعت پیدا ہوتی ہے، عالم اسلام کے مشہور اور شہرۂ آفاق سائنس دان حسین بن علی، جنہوں نے دنیائے تحقیق میں ''ابن سینا'' کے نام سے شہرت حاصل کی ہے، طالب علمی کے دوران وہ اپنے اساتذہ کی تحقیق پر اکتفا نہیں کرتے تھے، بلکہ وہ براہ راست فلسفہ اور طب کی کتابوں تک

رسائی حاصل کر کے ان کے مطالعہ سے اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے، کتب بینی کا مشغلہ انہیں رات کو سونے نہیں دیتا تھا۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے علم الطبعیات پر ایک کتاب چالیس بار پڑھ ڈالی، جس سے کتاب ذہن میں نقش تو ہوگئی، لیکن سمجھ میں نہ آسکی، علم کے اس پروانے کو کسی نے اس موضوع پر فارابی کی کتاب مطالعہ کرنے کا مشورہ دیا، بس اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہی ان کی مشکل حل ہوگئی، جس کی خوشی میں علم کا یہ شیدائی بے اختیار سجدے میں گر پڑا، سچ ہے طلب صادق ہی کی بدولت انسان اپنی منزل تک رسائی حاصل کر سکتا ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے نام سے کون ناواقف ہے، کتب بینی کا مشغلہ ان کی طبیعت ثانیہ بن چکا تھا، بسا اوقات ایک آیت کے لئے سو سو تفاسیر کا مطالعہ فرماتے، جو اصحاب علم، تلاش علم میں مگن ہو کر کتاب کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتے ہیں تو پھر شب ظلمت کی تاریکیوں میں ان کے پہلو بستروں سے ناآشنا ہی رہتے ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد حد درجہ کتابوں سے محبت رکھنے والے اور کتب بینی کے گرویدہ تھے، کتابوں کی خریداری میں کسی بھی حالت میں بخل سے کام نہیں لیتے تھے، انہوں نے کتابوں کی فضا میں آنکھ کھولی تھی، ان کا واحد شوق کتابوں کا حصول تھا، ابھی لڑکپن کی حدود میں داخل نہیں ہوئے تھے، ابھی زندگی میں جوانی کی بہاریں رنگ نہیں لائی تھیں کہ مطالعے کا ایسا جنون سوار ہوا کہ اپنی استعداد سے اونچی سطح کی کتابوں کا مطالعہ فرماتے، صرف دس سال کی عمر میں ناشتے کے جو پیسے ملتے، ان کو جمع کرتے، کتابیں خریدتے تھے، ان کا مطالعہ جوانی سے پہلے جوان ہو چکا تھا، کتاب پڑھتے ہی نہیں تھے، بلکہ ہضم کر جاتے تھے، اخبارات کی ایڈیٹری صرف اس لئے قبول کی تھی کہ اس کی وساطت سے عربی کے رسائل آتے تھے، بعض کتب خانے باقاعدہ خرید لئے تھے، وہ صرف عربی، اردو، فارسی کی کتابوں پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ انہیں انگریزی اور فرانسیسی میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا، اسی طرح الٰہیات، مذہبیات، عمرانیات، تاریخ، فلسفہ، ادبیات اور جدید سائنسی علوم میں سے جو کتاب بھی یورپ میں چھپ کر ان کے زمانے میں منظر عام پر آتی تو اس کے لئے ایسا انتظام کر رکھا تھا کہ ناشر اس کی پہلی کاپی ان کے پاس بھیج دیتے تھے، ۶۸ برس کی عمر تک پندرہ ہزار کتابوں کا مطالعہ کر چکے تھے، مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کی مطالعاتی زندگی کے بارے میں مزید معلومات کے لئے علامہ شورش کاشمیری رحمہ اللہ کی کتاب "ابوالکلام آزادؒ" کا مطالعہ کیجئے۔

کتب بینی کے مشغلے کو عروج بخشنے کے لئے کتابوں کی خریداری ایک مستقل بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے، لیکن اکثر کتابوں کی قیمتیں آسمانوں سے باتیں کرتی ہیں، جس کی وجہ سے اہل علم اور طلبہ کے لئے یہ ایک مستقل مسئلہ بن گیا ہے، دراصل کتابوں کا شوق بادشاہوں والا ہے، اس کا پورا کرنا کسی کے بس کا روگ نہیں، لہٰذا ارباب حکومت کو چاہئے کہ وہ اہل علم کی اس ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ملک بھر میں لائبریریاں قائم کریں، اس کے لئے باقاعدہ فنڈز جاری کئے جائیں، ہمارے ملک کے بڑے شہروں میں تعلیمی اداروں کے زیر اہتمام تو لائبریریاں موجود ہیں، مگر اس کے برعکس دیہی

علاقوں میں کوئی اہتمام نہیں، حکومت کے علاوہ بعض پرائیویٹ ادارے بھی یہ فرض اچھی طرح نباہ سکتے ہیں، ہمارے ملک میں اچھی خاصی رقم فضول کاموں کی نذر ہو جاتی ہے، لیکن علمی کاموں کو ترقی دے کر انہیں پروان چڑھانے کی طرف توجہ نہ ہونے کے برابر ہے، تاریخ کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں علمی ضرورتوں کے پیش نظر بڑی بڑی لائبریریاں قائم کرنے کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا، اندلس جس میں مسلمانوں نے آٹھ سو سال حکومت کی تھی، وہاں قرطبہ، غرناطہ، اشبیلیہ اور دیگر شہروں میں اہل علم کے لئے بڑے بڑے مکتب قائم کئے گئے تھے، قرطبہ میں تو علمی شوق اتنے عروج پر تھا کہ گھر گھر میں مستقل لائبریریاں قائم کی گئی تھیں، اس وقت کی اسلامی حکومتوں نے نہ صرف یہ کہ بڑی بڑی لائبریریاں قائم کی تھیں، بلکہ لوگوں کے ذوق کو جلا بخشنے کے لئے دیگر زبانوں میں لکھی گئیں کتابوں کو عربی زبان میں منتقل کرنے کا بھی خاص اہتمام کیا تھا، چنانچہ لاطینی، فارسی، چینی، سنسکرت میں موجود علمی ذخائر سے استفادے کو یقینی بنانے کے لئے ان کے تراجم خود اس وقت کی اسلامی حکومتوں کے زیر اہتمام ہوئے، اسی طرح آٹھویں صدی تک افلاطون، ارسطو اور اقلیدس کی کتابوں کا ترجمہ عربی میں ہو چکا تھا، اس دور میں بھی دیگر عرب اسلامی ممالک میں اہل علم کے مطالعہ کیلئے بڑی بڑی لائبریریاں وہاں کی زینت ہیں، یورپی ممالک میں بھی کتابوں کے مطالعے کا رجحان کچھ زیادہ پایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہاں کی حکومتوں کو بھی اس کمی کو پورا کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرنی چاہئے، دیگر زبانوں میں لکھی گئی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کرانے کے لئے خاص اہتمام کیا جائے، ہماری قومی زبان چونکہ اردو ہے، اس وجہ سے ہمارے ملک میں ایک بڑا طبقہ انگریزی زبان سے کماحقہ استفادہ نہیں کر سکتا، اس کمی کو پورا کرنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ انگریزی زبان میں موجود کتابوں کو اردو کے قالب اور سانچے میں ڈھالا جائے تاکہ ان سے استفادہ ممکن ہو سکے۔

☆......☆......☆

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالسلام صاحبؒ کا سانحہ ارتحال

25 رمضان المبارک 1433ھ، 14 اگست 2012ء بروز منگل، شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا عبدالسلام صاحب 70 سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ 1943ء کو علاقہ چھچھ کے مشہور گاؤں گڑھی افغاناں نزد واہ کینٹ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ درس نظامی کی ابتدائی کتب شیخ التفسیر حضرت مولانا جان محمدؒ، حضرت مولانا غلام ربانیؒ، حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ اور حضرت مولانا عبدالحمید سواتیؒ سے پڑھیں، کتب حدیث حضرت مولانا عبدالقدیرؒ، حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ اور حضرت مولانا رسول خانؒ سے پڑھیں۔

فراغت کے بعد ۸ سال مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ بعدازاں ضلع اٹک کے مرکزی شہر حضرو میں عظیم دینی درس گاہ جامعہ عربیہ اشاعت القرآن کی بنیاد رکھی اور تادم وفات اسی ادارے میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت کاملہ فرمائے، پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین